حرمین کے سائے میں

مولانا مفتی جمیل احمد نذیری
مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، مبارک پور

مکتبۂ صداقت
نوادہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرمین کے سائے میں

از: مولانا مفتی جمیل احمد نذیری
مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ مبارکپور

شائع کردہ: مکتبہ صداقت، نوادہ مبارکپور، اعظم گڑھ
یو۔ پی الہند ۲۷۶۴۰۱

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تعداد ـــــــــ ایک ہزار

ضخامت ـــــــــ ۳۲ صفحات

طباعت ـــــــــ

کتابت ـــــــــ اشرف بستوی (اعظم گڑھ)

قیمت :

ملنے کے پتے

مکتبہ قاسمی غیبی نگر بھیونڈی، تھانہ، مہاراشٹر

دار الکتاب دیوبند ۲۴۷۵۵۴

فیصل پبلیکیشنز نزد جامع مسجد دیوبند

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

عظیم بکڈپو نزد جامع مسجد دیوبند

کتب خانہ عزیزیہ جامع مسجد دہلی ۶

ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی ۱۳

ناز بکڈپو بھنڈی بازار بمبئی

مکتبہ البدر دار العلوم فاروقیہ کاکوری لکھنؤ

مکتبہ ندویہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مکتبہ الفرقان ۳۱ نیا گاؤں مغربی لکھنؤ

اسعد بکڈپو باری روڈ گیا۔ بہار

عالم بکڈپو باری روڈ گیا بہار

حنیف بکڈپو سبزی منڈی مبارکپور

فلاحی بکڈپو تکیہ۔ اعظم گڑھ

فہیم بک سیلر متوناتھ بھنجن۔ یوپی

دعاء

مسلمانوں میں پھر سے جذبۂ ایمان پیدا کر
الٰہی عظمتِ اسلام کے سامان پیدا کر

مسلماں اور مردہ دل الٰہی ماجرا کیا ہے؟
اِنھیں مردہ دلوں میں پہلی جیسی شان پیدا کر

یہ اپنے آپ کو سمجھیں یہ اپنے آپ کو جانیں
مسلمانوں میں اپنے آپ کی پہچان پیدا کر

شعورِ زندگی دیدے، شعورِ بندگی دیدے
خدایا ہم میں اپنی ذات کا عرفان پیدا کر

تیری خاطر خوشی سے جان و دل اپنی فدا کر دیں
پئے دینِ مبین سر دینے کا ارمان پیدا کر

مسلماں مضمحل، کمزور ہیں، لاچار ہیں یا رب
اِنھیں پستی کے متوالوں میں پھر سے جان پیدا کر

اٹھا کر موڑ دیں رُخ جس طرف چاہیں زمانہ کا
تو اپنے بندوں میں اِس شان کے انسان پیدا کر

جنتِ تصور

دعاؤں میں ہماری دیکھنا اک دن اثر ہوگا
دیارِ پاک کی گلیوں میں اپنا بھی گذر ہوگا

ہر اک جانب سے جاتے اُس طرف کو قافلے ہونگے
دلوں میں ولولے ہونگے، ہزاروں حوصلے ہونگے

فضا پر نور ہوگی ساری عرفان و معارف سے
صدائے معرفت سے گونجتے ہوں گے گلی کوچے

ہر اک جانب وہاں پر نور کی برسات سی ہوگی
ملائک کی وہاں پر صف بہ صف بارات سی ہوگی

دیوار و در جن پر ہماری اب نگاہیں ہیں
بظاہر چپ مگر پوشیدہ کتنی داستانیں ہیں

قدم اٹھتے نہ ہوں گے اپنے احساسِ ندامت سے
کہ بارِ معصیت سے اور گناہوں کی خجالت سے

پاک کی رحمت ہمیں بھی حوصلہ دے گی
یم اپنے بڑھائیں ہم ہمیں یہ ولولہ دے گی

بصد شوق و تمنا جب درِ اقدس پہ جائیں گے
کبھی چومیں گے جالی کو، کبھی آنکھوں لگائینگے

جو دل میں بات ہوگی وہ زباں سے کب ادا ہوگی
کہ لب خاموش، آنکھوں سے ہی عرضِ مدعا ہوگی

تلاشِ فضلِ رب کر ....

کسی رشتے، تعلق، دوستی سے کچھ نہیں ہوتا
تلاشِ فضلِ رب کر، یوں کسی سے کچھ نہیں ہوتا

ابوجہل و امیہؓ، بولہب، عتبہ نے بتلایا
شناسائی، کسی ہمسائگی سے کچھ نہیں ہوتا

مٹا پائی کبھی نہ بت پرستی عظمتِ کعبہ
کسی مسجد میں بھی ہو، بت گری سے کچھ نہیں ہوتا

شہادت دے رہا ہے، واقعہ ایران و روما کا
بظاہر کفر کی اِس برتری سے کچھ نہیں ہوتا

سبق ہم کو ملا ہے برملا یہ فتحِ مکہؓ سے
کہ وقتِ صلح کی بے چارگی سے کچھ نہیں ہوتا

وہ ہو نمرود یا شداد یا فرعون و قارون ہو
جلال و شان و شوکت یا شہی سے کچھ نہیں ہوتا

حنین و بدر کے غزوات نے ہم کو بتایا ہے
کہ کثرت سے کسی کی یا کمی سے کچھ نہیں ہوتا

خزانے کھول دے اپنے رواج و رسم کی خاطر
مسلماں! اِس طرح دریا دلی سے کچھ نہیں ہوتا

بلالؓ و بوبکرؓ، سلمانؓ و عثمانؓ ساتھ رہتے ہیں
کہ رنگ و نسل کی بیگانگی سے کچھ نہیں ہوتا

صحابہؓ کی حیاتِ جاوداں سے ہو گیا روشن
رہِ حق میں کسی کی بے رخی سے کچھ نہیں ہوتا

اگر زندوں میں رہنا ہے تو کر زندہ دلی پیدا
جمیلؔ افسردگی، مردہ دلی سے کچھ نہیں ہوتا

نقشِ پائے مصطفیٰ

راہِ منزل ڈھونڈھتا ہے چارہ و بے گھر ملا
اُنکے در کو جس نے چھوڑا ہم کو وہ در در ملا

اضطرابِ دل کو ملتی ہے وہیں جائے اماں
کوچۂ بطحا، سکونِ جاں ملا، دل بر ملا

نازشِ انسانیت جن کی حیاتِ دل فروز
سرورِ عالم سا عالی مرتبہ رہبر ملا

چاند کی یہ چاندنی ہو یا کہ سورج کی چمک
حسن میں ہر اک سے بڑھ کر چہرۂ انور ملا

مشک بیز و کیف آگیں ہے پسینہ آپ کا
راستے مہکے ہوئے، مہکا ہوا گھر گھر ملا

حشر کی تنہائیوں میں مونس و غم خوار ہے
عاصیوں کے واسطے وہ شافعِ محشر ملا

وہ حبیبِ کبریا وہ پیکرِ خلقِ عظیم
خوب صورت، خوب سیرت خوش ادا خوشتر ملا

اپنے ہر غم کا مداوا اے جمیل اُن کے اصول
نقشِ پائے مصطفیٰ ہر ایک سے بہتر ملا

نعتِ شریف

(سنہ ۱۴۱۷ھ)

مدینہ منورہ کے راستہ میں

اُنہیں کے ذکر سے احساس دل گرما رہا ہوں میں
یہ کس منزل میں اپنے آپ کو اب پا رہا ہوں میں

اجالا ہی اجالا ہے جدھر نظریں اٹھاتا ہوں میں
خداوندا! یہ کیسی سرزمیں ہے، جا رہا ہوں میں

مری بیتابیٔ دل کو کوئی پوچھے تو مشکل ہے
کہ جو جذبات اپنے اندروں میں پا رہا ہوں میں

کرم یہ ہے کہ آقا نے غلامی کا شرف بخشا
غلام ان کا ہوں، قدموں میں انھیں کے جا رہا ہوں میں

مرا ہر لمحہ ان کی یاد سے معمور ہو جائے
یہ اشکِ شوق ہیں، آنکھوں سے جو برسا رہا ہوں میں

بلاوا پھر مرا آیا، مقامِ ناز ہے یا رب
کہ غرقابِ سمندِ شوق ہوں، اترا رہا ہوں میں

حیاتِ چند روزہ کی یہ گھڑیاں کیا مبارک ہیں
زہے قسمت جمیلؔ اُن کی گلی میں جا رہا ہوں میں

پاکیزگیِ قلبِ صفا

جادہ اُنھیں کا، اُن کی نوا چاہیئے ہمیں
پاکیزگیٔ قلبِ صفا چاہیئے ہمیں
ہو جائیں راہِ عشق میں جاں دے کے سُرخرو
راہِ طلب میں اُن کی رضا چاہیئے ہمیں
سونی فضا، اُداسیٔ ماحول کب تلک
طیبہ کی پاک و صاف ہوا چاہیئے ہمیں
دل کیا عجیب شے ہے، غمِ زندگی کی خیر
کیا ہو علاج؟ کیسی دوا چاہیئے ہمیں
اہلِ جہاں کے درد کا درماں ہو کس طرح
اہلِ وفا کا نقشِ وفا چاہیئے ہمیں
پروانۂ رسولؐ وہ اصحابِؓ باوقار
اسوہ انھیں کا، اُن کی ادا چاہیئے ہمیں
ربطِ نگاہ و قلب و جگر ہو وفا شناس
سودا جمیلؔ اُن کا سدا چاہیئے ہمیں

نعتِ مقدس

رہِ زندگی کی منزل وہی پاک آستانہ
وہ متاعِ باغِ ہستی، غمِ دل کا وہ ٹھکانہ

مری یاد کے دریچے اور نبیؐ کا آستانہ
کہو وقت سے کہ رک جا، کہو تھم بھی جا زمانہ

مجھے کاش پھر سے ہوتی وہ فضائے نور حاصل
وہی جذبۂ محبت، وہ نوا قلندرانہ

مرے دل میں ہوتا سودا ترے پاک آستاں کا
بصفاتِ مومنانہ، باادائے والہانہ

جو ہوا میں سر بسجدہ تری بارگہ میں یارب
تو سکون پا گیا ہے مرا کیفِ عاشقانہ

کوئی دل کی بات جا کر کسی اہلِ دل سے پوچھے
ہے عشق کی حقیقت بزبانِ عارفانہ

اے جمیلؔ اُن کے در کی جسے مل گئی گدائی
وہی مرد ہے یگانہ، وہی فاتحِ زمانہ

دیارِ خیر البشر

کبھی اپنی قسمت میں آئے وہ منزل، نبی کا مقدس نگر دیکھ آئیں
مدینہ کی گلیاں ہوں اور ایک ہم ہوں، دعاؤں کا یوں بھی اثر دیکھ آئیں
نظر میں سمائیں مدینے کے جلوے، نگاہوں میں طیبہ کی رعنائیاں ہوں
سراپا عقیدت، سراپا محبت، کبھی جا کے ہم اُن کا در دیکھ آئیں
گدائی پہ نازاں ہے شاہی جہاں پر، شہنشاہِ عالم کا دربار ہے وہ
ملے ہم کو توفیقِ دیدارِ طیبہ، اِن آنکھوں سے ہم سر بسر دیکھ آئیں
محبت کے جلوے ہیں ہر ہر قدم پر، عقیدت کے پھولوں سے محفل سجی ہے
جہاں خم ہیں دل اہلِ عالم کے سارے، بصد شوق ہم وہ ڈگر دیکھ آئیں
شریعت، طریقت، محبت، ارادت، سلوک و تصوف کی منزل وہی ہے
مدینہ جو مرجع ہے اہلِ نظر کا، تمنا ہے ہم اک نظر دیکھ آئیں
بڑی بے سہارا، بڑی بے حقیقت، بڑی بے نوا زندگی ہے ہماری
ملے روحِ بیمار کو کیف جس سے، وہ دربارِ خیر البشر دیکھ آئیں
جمیلؔ عالمِ دل عجب ہے ہمارا، ہو فرقت میں جینا بھی کیونکر گوارہ
جہاں بارشِ نور ہوتی ہے پیہم، وہی جا کے دیوار و در دیکھ آئیں

مسافرانِ حق

یہ حوادثِ زمانہ، یہ بلائے بے کنارا
مجھے فکر کیا کہ جب تو مرا بن گیا سہارا

یہی منزلِ تعلق، یہی قربِ رب کی دولت
کہ حوادثاتِ دنیا ہیں مرے لئے اشارا

ترے ذکر میں وہ لذت نہ ملی نہ مل سکے گی
کبھی غم کی یورشوں میں تجھے دل نے جب پکارا

جو مسافرانِ حق کی تجھے راہ مل گئی ہے
یہی راہ اہلِ دل کی، یہی موج میں کنارا

مرا عزم و حوصلہ بھی مرے رب کی ہے عنایت
جو خوشی ہو مرے رب کی مجھے موت بھی گوارا

تری یاد بحرِ الفت کوئی کھو گیا ہے اُس میں
نہیں آرزوئے ساحل، نہ ملے اسے کنارا

اے جمیلؔ غمِ زماں کا، نہ ہے فکرِ ذات تجھ کو
تو ہے چیز کیا ہمیں بھی یہ بتا کبھی خدارا

دیارِ رسولِ انام ؐ

(۱۴۱۴ ہجری)

مدینہ میں میرا قیام اللہ اللہ
دیارِ رسولِؐ انام اللہ اللہ

ہے پیشِ نظر روضۂ شاہِ بطحی
ملے اِس نظر کو دوام اللہ اللہ

رسولِ خدا کے یہ محراب و منبر
نہ پوچھو کہ ہے کیا مقام اللہ اللہ

وہ جنت کی کیاری میں دوگانہ پڑھنا
اور پھر وہ درود و سلام اللہ اللہ

مُواجہ میں جا کر وہ عرضِ تمنا
کہ گویا ہوں میں ہم کلام اللہ اللہ

معطر معطر فضائے مدینہ
یہ صبح اللہ اللہ، یہ شام اللہ اللہ

جمیلؔ ہم تصدق ہیں اُس سرزمیں پر
چلے ہیں جہاں خوش خرام اللہ اللہ

شہِ دوسرا ؐ

ہم زمانہ کی رنگینیاں چھوڑ کر، آ گئے بن کے در پر گدا آپؐ کے
اے شفیع الوریٰ، پیشوائے جہاں جز نہیں ہے کوئی آسرا آپؐ کے

اشک آنکھوں میں، لب پر ہے آہ و فغاں، زندگی وقفِ آلام ہونے لگی
اب مریضانِ روحانیت کے لئے کون ہوگا دوا بس سوا آپؐ کے

دیکھ ڈالی بہت رسم و راہِ جہاں اور افکار دنیا میں غلطاں رہا
اب زمانہ کو معلوم یہ ہوگیا، راہبر ہیں فقط نقشِ پا آپؐ کے

تخت و تاجِ جہاں اُن کی ٹھوکر میں ہے، وسعتِ لامکاں انکی تابع ہوئی
اللہ اللہ کہ شاہی یہاں ہیچ ہے شان والے ہیں کتنے گدا آپؐ کے

ہے تمنا جمیل حشر میں یہ مری، انکے دیوانوں میں ایک میں بھی رہوں
اُن سے بڑھ کر سعادت کسے ہے ملی ہیں گدا جو شہِ دوسرا آپؐ کے

دلِ بیتاب تیرے آج ہر غم کی دوا کرلوں

ارضِ پاک کی یادگار ایک نظم جو پہلے سفر میں کہی گئی

(شوال المکرم ۱۴۱۱ھ)

مقامِ کبریا ہے میں ثنائے کبریا کرلوں
بنامِ ربِّ کعبہ ابتدا اور انتہا کرلوں

ہے بیت اللہ میرے سامنے اللہ رے قسمت!
کہ بے پایاں کرم کا شکریہ ربِّ العلیٰ کرلوں

اِسے دیکھا کروں، دیکھا کروں، دیکھا کروں پیہم
اِسی کی دید میں میں دم بدم خود کو فنا کرلوں

حطیم و ملتزم میزابِ رحمت دامنِ مَروہ
جہاں چاہوں کھڑے ہوکر میں عرضِ مدعا کرلوں

اِسی وارفتگئ شوق میں دیوانہ وارانہ
یہاں سجدے ادا کرلوں وہاں سجدے ادا کرلوں

خدا جانے یہ ایامِ حضوری کب میسر ہوں
جھپٹ کر بابِ کعبہ سے میں جی بھر کے دعا کر لوں
نیاز و ناز کے لمحے یہ جلوے بے حجابانہ
دلِ بیتاب تیرے آج ہر غم کی دوا کر لوں
یہ بوسہ سنگِ اسود کا غلافِ کعبہ ہاتھوں میں
زبانِ اشک سے میں دل کو مصروفِ نوا کر لوں
صفا، مسعیٰ، مقاماتِ براہیمی ہوں زمزم ہو
ہر اک جا حمد میں یارب تیری نغمہ سرا کر لوں
جمیلؔ آندازِ سرمستی لئے پُرکیف عالم میں
طوافِ کعبہ کر لوں، میں ادا رسمِ وفا کر لوں

جلوہ ہائے نبیؐ

رُت سہانی فضا کیف زا چاہیئے حسنِ کوئے حبیبِ خدا چاہیئے
ہے علاجِ غمِ زندگی بس یہی، اُن کے بیمار کو اور کیا چاہیئے
بھینی بھینی سی بوئے نبی رچ گئی، جس طرف سے چلے بس گئے راستے
تازگی گل و نسترن ہیچ ہے دیکھنے کو نظر حق نما چاہیئے
ایک دیوانگی، اک جنوں کا سماں، قافلہ سوئے طیبہ روانہ ہوا
حوصلے، ولولے، مرحلے، فاصلے، دل کی دنیا کو ایسی فضا چاہیئے
کلفتِ زندگی، راحتِ زندگی، اُنکے نقشِ قدم حاصلِ زندگی
یہ جہاں وہ جہاں، ہر نگر ہر ڈگر، جستجو ہے یہی وہ ادا چاہیئے
کفر و ظلمت کی یہ حشر سامانیاں، تیرہ و تار و پُر ہول شام و سحر
ایسے عالم میں اہلِ جہاں کیلئے جلوہ ہائے نبیؐ جا بجا چاہیئے
اے جمیلؔ اُن پہ قربان جان و جگر، یہ زمیں یہ زماں، یہ فلک یہ قمر
اور گنہگار عاصی غلامِ نبی، اُن کے لطف و کرم کی ردا چاہیئے

احساس و افکار

سنہری دھوپ یہ ٹھنڈی پَوَن یہ قُرمُزی سائے
بساطِ زندگانی پر فضائے نور چھا جائے

یہ دوری ہے مگر اس کو کبھی دوری نہیں کہتے
نظارے اُن کے میرے دیدہ و دل تک پہنچ آئے

اِدھر دستِ طلب اُٹھا اُدھر دامن بھرا اپنا
نگاہِ شوق بھی لیکن اُسے اب تک نہ بھر پائے

جنوں خیزیٔ الفت اشک ہائے غم بڑھا دیں گے
یہ جانا تھا مگر یہ نذر ہم اُن کی گذار آئے

کرم ہے فضلِ رب ہے اُس کی بے پایاں نوازش ہے
کہ ہم جیسے بھی تھے لیکن درِ اقدس تو ہو آئے

غموں کی یورشوں میں اِس لئے تسکین ہوتی ہے
نشانِ منزلِ اسلاف ہے قسمت سے جو پائے

عجب ہے یہ تمنا ایک مجبورِ تمنا کی
کوئی آجائے زخمِ دل کو سی دے زخم بھر جائے

نشاطِ روح کا سامان لاحاصل میری خاطر
یہ کوئی اور ہی ہے درد جس کی تم دوا لائے

اِنھیں پھولوں کو ہم نے حاصلِ عمرِ جنوں سمجھا
جو قدموں میں تمہارے ہیں دبے کچلے اور مرجھائے

جمیلؔ اس آبلہ پائی کی قیمت کون جانے گا
کوئی آسودہ دل کیف اِس کا کیا سمجھ پائے

زمینِ طیبہ

(سرزمین طیبہ کی یادگار ایک نعت)

(شوال المکرم ۱۴۱۴ھ)

مرادِ دل بر آئی، گنبدِ خضرا نظر آیا
مری تسکینِ خاطر کا ہر اک نقشہ نظر آیا

بسالو دل میں آنکھوں میں اِنھیں جلووں کی تابانی
وہ دیکھو! شہرِ پاکِ حضرتِ والا نظر آیا

بھٹکتے طائرِ دل کا بسیرا اور کیا ہوگا
زہے قسمت! خوشا تقدیر! وہ طیبہ نظر آیا

زباں پر ورد ہے صَلِّ علیٰ، آنکھوں میں برسلتیں
وفورِ کیف وجذب وشوق کا دریا نظر آیا

ریاض الجنۃ کے برکات اور انوار کیا کہنا
حریمِ قدسیاں ہے، نور کا جلوہ نظر آیا

ادب اے دل، ادب اے دل، ادب اے دل، ادب اے دل
نبیؐ پاک کا وہ سامنے روضہ نظر آیا

اِدھر ہے منبر و محراب سرکارِ دو عالم کا
فدایانِ نبیؐ کا اُس طرف صُفّہ نظر آیا

تعالیٰ اللہ! کتنا ہے مقامِ مسجدِ نبویؐ
ہر اک دیوانہ اُس کا اور ہر اک شیدا نظر آیا

ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ساتھ ہیں فخرِ دو عالم کے
محبت کا، رفاقت کا حسیں جلوہ نظر آیا

زمینِ طیبہ کی اِن وادیوں میں کوہساروں میں
تصور کی نگاہوں سے مجھے کیا کیا نظر آیا

وہ بیتِ عائشہ جو مہبطِ نورِ الٰہی ہے
جمیلِ بے نوا کا مرکزِ و ملجا نظر آیا

جذبۂ دل

ارضِ حرم کی یادگار ایک نعت

(سنہ ۱۴۱۷ھ)

جذبۂ دل کوئی اُس کے کام آگیا
در پہ آقا، تمہارا غلام آگیا

حاضری کی اجازت اُسے مل گئی
خوش نصیبوں میں اُس کا بھی نام آگیا

موسمِ گل، دیارِ قدس کا ملا
آبِ کوثر کا ہاتھوں میں جام آگیا

ہے مسلسل غلاموں کی آمد یہاں
صبح آیا کوئی، کوئی شام آگیا

دل دھڑکنے لگا روضۂ پاک پر
دفعتاً پھر زباں پر سلام آگیا

کچھ نہ کہہ پائے ہم اُن کے دربار میں
اے جمیلؔ آنسوؤں میں پیام آگیا

اُن کی وادی لگتی ہے

جدہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے

(۱۴۱۷ھ)

بادِ صبا اٹھلائی ہوئی سی جھومتی گاتی لگتی ہے
پیارے نبی کے روضہ پر وہ جانے والی لگتی ہے
کنکر، پتھر اور یہ دھرتی کیسی کیسی لگتی ہے
سارے جہاں سے مجھ کو تو یہ پیاری پیاری لگتی ہے

اِن رستوں سے جیسے اپنا کوئی پرانا ناطہ ہے
یہ راہ تو اپنی لگتی ہے، یہ منزل اپنی لگتی ہے
اونچے اونچے ٹیلے ہیں، بھاری بھاری چٹانیں ہیں
یہ رستہ کیسا لگتا ہے، یہ نگری کیسی لگتی ہے

چٹیل میداں، ریت کے ٹیلے، دور کھڑے اشجار
دل میں کیسی بستی ہے یہ، دل میں کیسی لگتی ہے
مٹی اِس کی سونا مجھ کو، گھاس یہ بھی قربان
ہر چیز بھلی ہے میرے لئے، ہر شے اچھی لگتی ہے

دل کا پنچھی اڑتے ہی اُس گنبد پر جا پہنچے ہے
بے صبر ہوا جاتا ہوں میں، مجھ کو جلدی لگتی ہے

دیکھ کھجوروں کے جھرمٹ کو ہوتا ہے محسوس
پاس وہ اپنے در لگتا ہے، پاس وہ بستی لگتی ہے

اِس دھرتی کے سورج، چندا، آسمان کے تارے
کیسے سندر لگتے ہیں یہ، کیسی پیاری لگتی ہے

اِس دھرتی کے پھول اور کانٹے سارے کے سارے اپنے ہیں
اِن کوچوں کی دھول بھی مجھ کو پیاری پیاری لگتی ہے

کوہ و بیاباں، تنکے، پودے کالے پیلے پتھر
وادیٔ بطحا کے راہی کو ہر شے پیاری لگتی ہے

دل میں تلاطم کیسا اٹھا ہلچل سی یہ کیا ہے جمیلؔ
اُنکی وادی، اُنکی وادی، اُنکی وادی لگتی ہے

جی چاہتا ہے

چلوں میں وہاں پر، یہ جی چاہتا ہے
بنا لوں مقدر، یہ جی چاہتا ہے
اُنھیں سنگ ریزوں میں آسودگی ہے
ملے اب وہی در، یہ جی چاہتا ہے
رہوں محوِ دیدارِ طیبہ میں ہر دم
سجا لوں وہ منظر، یہ جی چاہتا ہے
صفا اور مروہ کی ہو دوڑ پیہم
ہو وہ کوچہ و در، یہ جی چاہتا ہے
مداوائے غم ہے وہ ارضِ مقدس
رہوں زندگی بھر، یہ جی چاہتا ہے
اُسی بارگہ میں رہوں سر بہ سجدہ
اُٹھے پھر نہ یہ سر، یہ جی چاہتا ہے
جمیلؔ اپنا شوقِ فزوں کیا بتائیں
ملے بازو و پر، یہ جی چاہتا ہے

طبیبِ روح

محمد مصطفٰے، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ اپنا
رسولِ ہاشمی، محبوبِ حق شاہِ ہدیٰ اپنا

اُنھیں کے نام سے مردہ دلوں میں تازگی آئی
وہی ہیں رونق بزم دو عالم مدعا اپنا

اُنھیں کی یاد سے تسکینِ قلب مضطرب اپنی
طبیبِ روح ہے اپنا، وہی آب بقا اپنا

اُنھیں کے دامنِ شفقت سے جوڑا زندگانی کو
وہی ہادی ہمارا ہے، وہی ہے رہنما اپنا

رہِ صدق و عدالت، راہ صدیق و عمرؓ کی ہے
طریقہ ہائے عثمانؓ و علیؓ سے ارتقا اپنا

تمہارے دم سے یہ ہنگامۂ ہستی سلامت ہے
تمہیں چھوڑیں تو کون اپنا تمہیں چھوڑیں تو کیا اپنا

جمیلؔ! ایوانِ باطل میں یہ کیسا زلزلہ آیا
کہ امت نے لیا ہے کیا وہی پھر راستہ اپنا

یہ کعبہ ہے، یہ مروہ ہے، صفا ہے

یہ نظم حرم شریف میں مئذنہ کے نیچے بیٹھ کر لکھی گئی، خانہ کعبہ سامنے تھا

(رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ)

یہ کعبہ جو نگاہوں میں بسا ہے
بڑا دل کش، بڑا ہی جاں فزا ہے
کوئی لبیک کہتا جا رہا ہے
کرم ہے، لطف ہے، رب کی عطا ہے

کفن بر دوش دیوانہ چلا ہے
عجب سج دھج، نرالی ہر ادا ہے
طواف و سعی کی لذت نہ پوچھو
جنونِ عشق کا یہ مرحلہ ہے

یوں ہی ہوتی رہے پیہم حضوری
لبوں پر بس یہی حرفِ دعا ہے
مَطاف و مُلتزَم، میزاب و مَسعیٰ
یہاں فیضانِ رحمت جا بجا ہے

حرم کے بام و در سے دور رہ کر
جئے گر بھی تو کیا جینا ہوا ہے
جمیل ہم کو فضا یہ راس آئی
یہ کعبہ ہے، یہ مروہ ہے، صفا ہے

یہ حرم کی سرزمیں

مسجد قبا سے مسجد نبوی کی طرف جاتے ہوئے یہ نظم لکھی گئی۔ کچھ اشعار مسجد نبوی کے سامنے لکھے گئے۔
(رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ)

آسماں کی بھی یہاں پر ہے جھکی جاتی جبیں
یہ حرم کی سرزمیں ہے یہ حرم کی سرزمیں

خاکِ اکسیرِ شفا ہے، خاکِ اکسیرِ شفا
دھول مل جائے تو کرلے آنکھ کو بھی سرمگیں

دیکھ فضلِ ربِّ کعبہ تو پہنچ آیا یہاں
تھا فراقِ مصطفیٰ میں کس قدر اندوہگیں

یہ ہے مرکز دین کا، ایمان کا، اسلام کا
اور یہیں سے ساری دنیا کو ملی شرعِ مبیں

دل جھکا، نظریں جھکا دے اب یہاں چل تھم کے چل
مرحبا یہ سرزمیں صد مرحبا یہ سرزمیں

تو ہے تیری حسرتیں ہیں تو ہے اور یہ ہے حرم
روز کیا آتے ہیں یہ دن، روز یہ موقع کہیں

اے جمیلؔ اللہ اکبر! یہ مبارک ساعتیں
زندگی اب تک نظر آئی نہ تھی اتنی حسیں

ترانہ جامعہ

(جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، مبارکپور)

پیغام ہدیٰ کا مخزن ہے، ہر گام ہمارا رہبر ہے
یہ جامعہ عربیہ عینُ الاسلام ہمارا رہبر ہے
یہ منبع علم و حکمت ہے، ایمان و یقیں کا نقش کہن
فیضانِ کرم ہر سُو اس کا کیا کوہ و بیاباں، دشت و دمن
ہے پاس ہمارے دین مبیں، باطل پہ یقیناً چھائیں گے
آلام و مصائب سہہ کر بھی اسلام کے نغمے گائیں گے
اک شمع فروزاں کردیں گے ہر راہ درخشاں کردیں گے
تاریکیٔ کفر و شرک میں بھی ہر سمت چراغاں کردیں گے
ہم عابد شبِ بیدار ہوئے ہم دن میں سپہ سالار ہوئے
آباد ہو گوشۂ مسجد بھی، میدان میں صف آرا بھی ہوئے
سائے میں پلے دامن میں رہے ہم اِسکے حسیں آنگن میں رہے
آفاتِ جہاں کا خوف ہو کیا ہم امن میں بسے گلشن میں رہے
ہر درد کا درماں ڈھونڈ لیا ہر غم کا مداوا پایا ہے
یہ اوجِ مقدر کیا کہنا بس علم و ہنر ہی مایہ ہے
سیکھی ہے حدیث و فقہ یہاں تفسیر و عقیدہ جانا ہے
اب لے کے کتاب و سنت کو عالم کے افق پر چھانا ہے

کرنا ہے جہاں میں عام ہمیں تعلیم کتابِ حکمت کی
قرآں کے پیامِ ازلی کی سردارِ جہاں کی سیرت کی
یوں دین کی خاطر باطل سے ہر مورچہ لینا سیکھا ہے
ہم حسنِ عمل پھیلائیں گے اِس طرح سے جینا سیکھا ہے
اسلاف کی دولت ملتی ہے ملتا ہے یہاں پر درسِ وفا
اخلاص و عمل کی دنیا ہے افکارِ نبوت کا نقشہ
اُسکوں نے سنوارا ہے اُس کو ہو سوزِ دروں یا سوزِ جگر
انوارِ حرم سے روشن ہے ہر گوشۂ دل ہر تارِ نظر
کچھ اہلِ جنوں اٹھتے ہیں یہاں یہ اہلِ جنوں کی بستی ہے
رکھی جو یہاں بنیادِ ہنر ایسے میں رگِ جاں کستی ہے
کس دَور سے گذرے ہر ہر پل کس طرح سے بیتے شام و سحر
یہ عزمِ جواں کے متوالے اللہ پہ ہی رکھتے ہیں نظر
ہر ظلمتِ شب کے پردہ میں اک صبحِ درخشاں ہوتی ہے
اُس میں بھی کنارہ ملتا ہے گو شورشِ طوفاں ہوتی ہے

یہ گلشنِ دیں بڑھتا جائے آباد رہے گلزارِ نبی
شامل ہیں جمیلؔ ہم بھی اِس میں ہے کس کی دعائے نیم شبی

نعتِ رسولؐ

وہ روضہ کی جالی فضاؤں میں خوشبو، ہر اک شے بڑی ہے دیارِ نبیؐ میں
نرالی ہیں صبحیں، نرالی ہیں شامیں، بڑی دل کشی ہے دیارِ نبی میں
مبارک ہے مل جائے دامن نبیؐ کا، حبیبِ خداؐ کا شہ دوسرا کا
کہاں مل سکے گی یہ دولت کہیں پر کہ جو زندگی ہے دیارِ نبی میں
حسیں سبز گنبد کو تکتا رہوں میں، کبھی جا کے نزدیک آنکھیں بچھا دوں
بھٹکتا پھروں اُن کے کوچے میں جاکر، یہ دل کی لگی ہے دیارِ نبیؐ میں
نظر میں سمائے ہیں جلوے انہیں کے، کبھی کوئی منظر نہ بھلایا کسی کا
مرا کیفِ عشقِ محمدؐ نہ پوچھو، مری زندگی ہے دیارِ نبیؐ میں
جمیل آرزوؤں کی دنیا سلامت، مبارک یہ جذباتِ الفت مبارک
میں اُن رہگزاروں کے قربان جاؤں، یہ دیوانگی ہے دیارِ نبیؐ میں

منظرِ طیبہ

جس وقت تصور میں اپنے وہ منظرِ طیبہ ہوتا ہے
پرکیف فضا ہو جاتی ہے اور نور کا جلوہ ہوتا ہے

وہ ارضِ حرم وہ مرکزِ دیں وہ مظہرِ شانِ سبحانی
اس جا کا تقدس کیا کہئے کس طرح کا نقشہ ہوتا ہے

وہ ہادیٔ حق وہ سرورِ دیں وہ شافعِ محشر فخرِ رسل
اس حسنِ تخیل کے صدقے جب اُن کا سراپا ہوتا ہے

وہ عشقِ نبی کے دیوانے خبابؓ و بلالؓ و یاسرؓ نے
سمجھا یہ مئے وحدت کیا ہے کس طرح یہ نشہ ہوتا ہے

ہونٹوں پہ درودوں کا تحفہ آنکھوں میں لگی اشکوں کی جھڑی
یہ عزمِ سفر ہے اُن کے لئے طے یوں ہی یہ رستہ ہوتا ہے

ہو جائے اُسی کوچے کا مکیں بن جائے غبارِ راہِ نبی
وارفتہ منزل قلبِ حزیں پیہم یہ تقاضا ہوتا ہے

وہ راہ گزر وہ شوقِ سفر، پھر ضبط کا یارا کیا ہو جمیل
سینوں میں تلاطم ہوتا ہے، اور سامنے طیبہ ہوتا ہے

چند قابلِ مطالعہ کتابیں

تصانیف مولانا مفتی جمیل احمد نذیری

رسول اکرمؐ کا طریقۂ نماز	۱۷۵/-
تقریر سیکھئے حصہ اول (مجلد) اضافہ شدہ	۸۰/-
" " حصہ دوم "	۹۰/-
رہنمائے مطالعہ و مضمون نگاری	۵۰/-
تقریر و خطابت	۲۰/-
دولت اور غربت اسلام کی نظر میں	۵۰/-
مسئلہ ایصال ثواب	۸۵/-
رضاخانی ترجمہ و تفسیر پر ایک نظر (مجلد)	۱۳۰/-
مسلمان کیا کریں؟	۶۰/-
گھریلو جھگڑے اور ان کا حل	۳۵/-
نکاح، جہیز، بارات اور اسلامی تعلیمات	۳۵/-
نان و نفقہ کا مسئلہ	۶۰/-
فرقہ وارانہ فسادات اور مسلمان	۳۰/-
اسلام اور عہدِ حاضر (مجلد) دوسرا ایڈیشن زیر طبع	۱۵۰/-
رضاخانیت کا تنقیدی جائزہ	۴۵/-
اہلحدیث اور تقلید و فرقہ بندی	۳۵/-
مسنون طریقہ نماز	۱۰/-

ملنے کا پتہ: مکتبہ صداقت مبارکپور اعظم گڑھ یوپی ۲۷۶۴۰۴

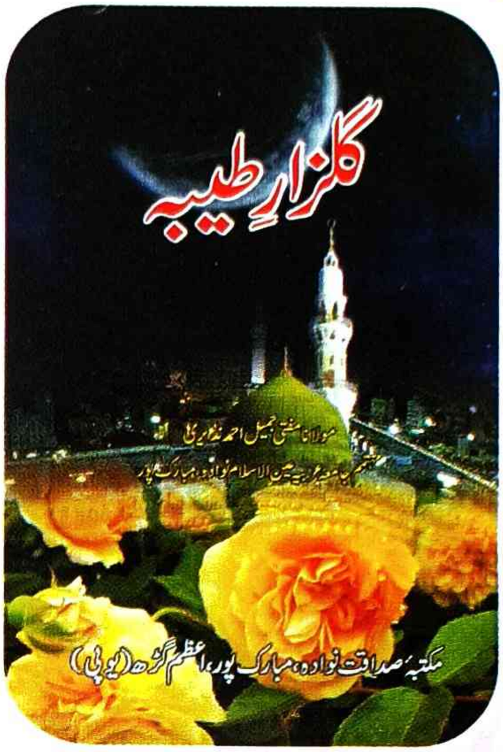

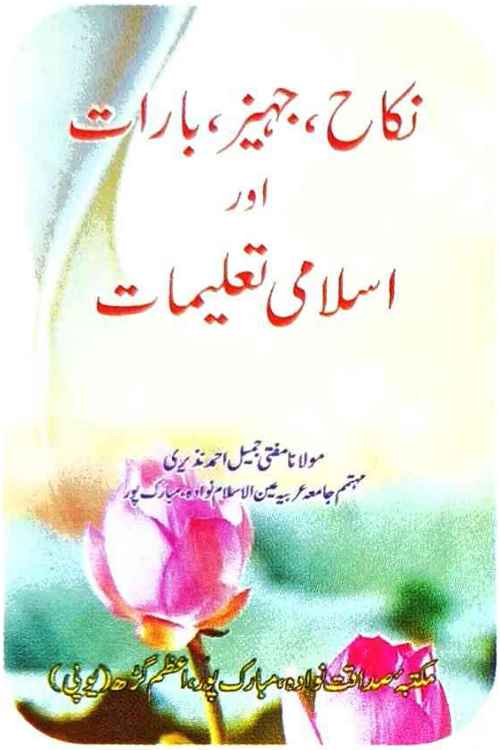

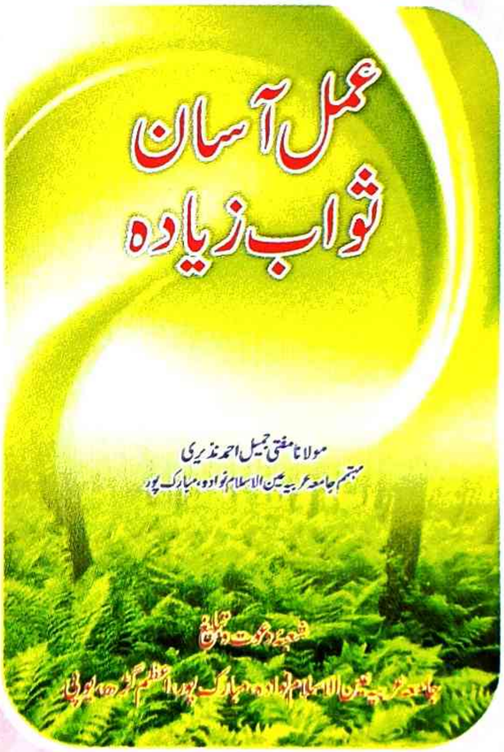

Designed at: S.f. Graphix
Lko. Mob. 9936265406

Printed at: Kakori Offset Press
Lko. Ph. 0522- 6535663, 2629616